ڈاکٹر صابر آفاقی

راج ترنگینی

تاریخ کشمیر کا ایک اہم ترین ماخذ

برصغیر پاک وہند میں سرزمین کشمیر کو تمدن کی قدامت، ادیان کی اشاعت، فلسفہ و اخلاق کی تفسیر، تصوف و عرفان کے فروغ اور شعر و ادب کی سرپرستی کے لیے مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے۔ اسلام کے ورود سے قبل یہ خطہ سنسکرت زبان کا اہم مرکز تھا۔ یہاں کے سینکڑوں نہیں، ہزاروں دانشمندوں اور شاعروں نے گوناگوں علوم و فنون پر تالیفات یادگار چھوڑی ہیں۔

کشمیر کے عظیم فرزندوں میں ایک پنڈت کلہن بھی تھا جس کا مقام سنسکرت ادبیات میں ہماچل کی مانند بلند اور جس کی شخصیت امر ہے۔ کلہن کشمیری راجہ ہرش (۱۰۸۹-۱۱۰۱ م) کے وزیر چنپک کا بیٹا اور موسیقی میں راجہ مذکور کے استاد کنک کا بڑا بھائی تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بارھویں صدی میلادی کے اوائل میں کشمیر میں پیدا ہوا اور اس صدی کے اواخر تک زندہ رہا۔ کلہن میں کئی شخصیتیں جمع تھیں۔ وہ ایک نکتہ رس مؤرخ ایک، قادر الکلام شاعر، ایک بالغ نظر حکیم اور ایک محب وطن مصلح تھا۔ کلہن کو کچھ نقاد صرف شاعر اور کچھ فقط مورخ مانتے ہیں لیکن میں اسے بجا طور پر شاعر مؤرخ یا مؤرخ شاعر سمجھتا ہوں۔ اس کی تالیف میں شعر کی تمام خوبیاں بھی موجود ہیں اور تاریخی حقائق اور تاریخی صداقتوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ اس کا نظریۂ تاریخ نہایت متجددانہ ہے۔ چنانچہ خود کہتا ہے:

"سزاوار ستائش آں شاعر شریف الطبع است کہ در شرح وقائع گزشتہ گفتہ ہائے خود را ہمچو حکم قضات از شائبہ مہر و کین بر کنار نگہدارد۔"

وہ تملق و دروغ گوئی سے دور اور بے غرض و متنور الفکر عالم تھا۔ ہم کلہن کو سنسکرت ادب میں ابو المورخین کا لقب دے سکتے ہیں اس لیے کہ برصغیر میں اسلام کی آمد سے پہلے، بلکہ آج سے پچاس سال قبل تک بھی ہندوؤں میں تاریخ نویسی کا شعور نہیں تھا۔ اس حقیقت کا اعتراف ایک

مؤرخ ملشی نے اپنی کتاب "دی کلاسیکل ایج" میں اس طرح کیا ہے :

"ہندوستان قدیم کی تمام حکومتوں میں یہ فخر صرف کشمیر کو حاصل ہے کہ قدیم ترین ایام کی ایک کتبی تاریخ اس کے پاس موجود ہے "

"ڈسکوری آف انڈیا" کے مؤلف نے اسے یوں کہا ہے :

یونانیوں، چینیوں اور عربوں کے برعکس ہندو تاریخ نویس نہیں تھے، اور تنہا کتاب جسے تاریخ سمجھنا چاہیے، راج ترنگینی ہے۔

پنڈت کلہن نے راج ترنگینی کو کشمیر کے راجہ جے سنگھ کے عہد (۱۱۴۸ء) میں لکھنا شروع کیا اور (۱۱۵۰ء) میں اسے مکمل کر لیا۔ یہ کتاب سنسکرت نظم میں اور آٹھ کتابوں (ترنگوں) پر مشتمل ہے۔ اس میں آٹھ ہزار اشلوک پائے جاتے ہیں۔

راج ترنگینی کشمیر کے راجہ گنند اول سے شروع ہوتا ہے جس کا عہدِ حکومت ۶۵۳ کالی یگ (۲۴۴۸ ق م) سے شروع ہوتا ہے۔ پہلی ترنگ میں ۴۸ راجاؤں کا حال بیان ہوا ہے جنھوں نے مجموعی طور پر ۱۹۱۹ سال حکومت کی۔ دوسری ترنگ کے چھ حکمرانوں نے ۱۹۲ سال حکومت کی۔

تیسری ترنگ میں دس کشمیری فرماں رواؤں کا ذکر ہے ان کی مدتِ حکومت ۵۸۹ سال دس ماہ ایک دن بنتی ہے۔

چوتھی ترنگ میں سترہ راجاؤں کی تاریخ درج ہے۔ انھوں نے ۲۵۴ سال پانچ مہینے اور ۲۷ دن حکومت کی۔

پانچویں ترنگ میں پندرہ تخت نشینوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ انھوں نے ۸۵۵ء سے ۹۳۹ء تک حکومت کی۔

چھٹی ترنگ میں دس سلاطینِ کشمیر کی تاریخ ملتی ہے۔ انھوں نے ۹۳۹ء سے ۹۸۰ء تک بادشاہت کی۔

ساتویں ترنگ میں چھ راجاؤں کے تاریخی واقعات ہیں جو ۱۰۰۳ء سے ۱۰۸۹ء تک کشمیر پر حکومت کرتے رہے۔

آٹھویں ترنگ میں سات راجاؤں کا حال درج ہے۔ انھوں نے ۱۱۰۱ سے ۱۱۴۹ء تک حکومت کی۔

کتاب کی پہلی تین ترنگیں اساطیر پر مبنی ہیں مگر چوتھی ترنگ سے بعد کے حصے میں صحیح تاریخی حقائق و واقعات بیان کیے گئے ہیں۔ چنانچہ پہلے اشارہ کیا گیا ہے کہ کلہن کا مرتبہ حماسہ سرا کی حیثیت سے یونان کے ہیرو دوٹ اور ایران کے ابوالقاسم فردوسی سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ تینی نے کلہن کو ہومر ثانی اور ڈاکٹر صوفی نے راج ترنگینی کو شاہنامہ کشمیر لکھا ہے۔

اب میں نہایت اختصار سے ان ماخذ کا ذکر کروں گا جن کی مدد سے کلہن نے اپنی تالیف کے لیے مواد حاصل کیا۔ غیر کتابی ماخذوں مثلاً سکوں، ٹھپروں، کتبوں، پلوں، نہروں اور قلعوں وغیرہ کے علاوہ اس نے مندرجہ ذیل کتابی ماخذ سے مواد لیا ہے۔

کلہن نے گنند اول سے گنند دوم تک چار راجاؤں کا حال نیل مت پوران (دھایای فیل منی) سے، راجہ لو سے پچی نر تک آٹھ راجاؤں کی تاریخ ہیلہ راج کی کتاب پرتھی وادلی سے، اور راجہ اشوک سے ابھی منیو اول تک پانچ حکم رانوں کے واقعات شویلا کر کی کتاب سے لیے ہیں۔ اسی طرح کلہن کا ایک اہم ماخذ سنسکرت کے عظیم کشمیری ادیب کسیمندر (۱۰۲۸-۱۰۷۰ء) کی تالیف نرپا دلی ہے۔ مہابھارت اور رامائن سے بھی کلہن نے خاطر خواہ استفادہ کیا ہے۔

اگرچہ کلہن سے پہلے بھی کشمیر میں تاریخ اور تاریخی داستانوں کی کتابیں لکھی گئیں لیکن تاریخ کو ایک فن کی حیثیت سے روشناس کرانے والا یہی مؤرخ ہے۔ برصغیر پاک و ہند اور کشمیر کی تاریخ مرتب کرنے والے ہر یورپی اور ایشیائی دانشمند نے راج ترنگینی کو ہمیشہ ایک اہم مستند تاریخی دستاویز کی حیثیت سے سامنے رکھا ہے۔

کلہن کو کشمیر میں تاریخ نویسی کا بنیان گزار سمجھنا چاہیے۔ بعد کے مؤرخین اسی خوان کے ریزہ خوار اور اسی خرمن کے خوشہ چین نظر آتے ہیں۔ ایک عرب شاعر کے بقول:

وما الدهر الا من رواة قصائدی اذا قلت شعراً اصبح الدهر منشدا

یہاں پر راج ترنگینی کے تکملوں کے بارے میں بھی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے۔ پنڈت جونراج نے تین صدیوں کی تاریخ ۱۱۵۰-۱۴۵۹ء تک راج ولی کے نام سے سنسکرت نظم اور کلہن کی تقلید میں مرتب کی۔

اس کے بعد جونراج کے شاگرد شری ور نے ۲۷ سال کی تاریخ ۱۴۵۹-۱۴۸۶ء تک بحکم سلطان

زین العابدین لکھی اور اس کا نام زینہ راج ترنگینی رکھا۔

تیسرا تکملہ پراجیا بھٹ کی راج ولی پٹا کا ہے جو ۱۴۸۶ - ۱۵۱۲ء یعنی ۲۶ سال کے واقعات پر مشتمل ہے۔ اس تکملے کی بھٹ کے شاگرد شک نے تکمیل کی اور تاریخ کشمیر کو ۱۵۸۴ء تک پہنچایا۔

اب آیئے کشمیر میں لکھی گئی فارسی کی ان تاریخوں پر ایک نظر ڈالیں جن میں راج ترنگینی مستند ماخذ کے طور پر موردِ استفادہ رہی ہے۔

زبان فارسی قرنِ ہشتم ہجری کے اوائل میں کشمیر پہنچی۔ ابتدائی دور میں مُلا احمد نے وقائع کشمیر، مُلا نادر نے تاریخ نادری، قاضی حمید نے تاریخ حمید اور مُلا حسین قاری نے تاریخ قاری لکھی۔ افسوس کہ یہ تاریخی کتب دستبردِ زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ فارسی میں لکھی گئیں جو اہم کتابیں اس وقت موجود ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے:

تاریخ حیدر ملک، بہارستان شاہی، حسن ابن علی کی تاریخ کشمیر، نرائن کول عاجز کی منتخب التواریخ، رفیع الدین غافل کی نوادر الاخبار، خواجہ اعظم دیدہ مری کی واقعاتِ کشمیر، محمد اسلم منعمی کی گوہر نامۂ عالم، بیربل کاچرو کی مجموع التواریخ، کرپا رام کی گلزارِ کشمیر، میرزا سیف الدین کی موجز التواریخ، خواجہ امیر الدین بکلی وال کی تحقیقات امیری، سید حسن شاہ کوئیہامی کی تاریخ حسن اور محی الدین مسکین کی تحائف الابرار۔

تراجم راج ترنگینی

سب سے پہلے گلیڈون نے آئینِ اکبری کا انگریزی ترجمہ ۱۷۸۳ء میں شائع کیا اور چونکہ کتاب مذکور کی دوسری جلد راج ترنگینی کا اقتباس ہے اس لیے پہلے پہل یورپین محقق اسی ترجمہ کے ذریعے راج ترنگینی سے آشنا ہوئے۔ ۱۸۰۶ء میں کول بروک کو کلکتہ سے راج ترنگینی کا ایک ناقص قلمی نسخہ ملا۔ بعد میں مور کرافٹ نے ۱۸۲۳ء میں ایک اور نسخہ سری نگر سے حاصل کیا اور اسے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سے ۱۸۳۵ء میں شائع کیا۔

ایک اور خاورشناس پروفیسر بوہلر نے ۱۸۷۵ء میں کام شروع کیا۔ ۱۸۸۵ء میں ڈاکٹر ہلرش نے ایک اور قلمی نسخہ دریافت کیا۔ اسی زمانے میں پنڈت جوگیش چندر دت نے راج ترنگینی کا انگریزی ترجمہ ۱۸۸۷ء میں تین جلدوں میں چھاپا۔ ایک اور ہندو پنڈت پرشاد نے ۱۸۹۲ء میں

تاریخ کلہن کا انگریزی ترجمہ شائع کیا۔

ان سب میں اہم اور قابلِ اعتماد ترجمہ اسٹائن کا ہے۔ وہ ۱۸۸۸ء میں کشمیر گئے اور انھوں نے ۱۸۸۹ء تک متعدد نسخے حاصل کیے۔ چنانچہ انھوں نے اصل سنسکرت متن ۱۸۹۲ء میں چھاپا۔ بعد میں ترجمہ مفصل مقدمہ اور تعلیقات کے ساتھ ۱۹۰۰ء میں لندن سے شائع کیا۔ ایک اور انگریزی ترجمہ رنجیت سیتارام نے کیا جو ۱۹۳۵ء میں الہ آباد میں طبع ہوا۔

فرانسیسی زبان میں راج ترنگینی کا ترجمہ کلکتہ سنسکرت کالج کے پروفیسر موسیو ٹرائر نے کیا۔ یہ ترجمہ ایشیاٹک سوسائٹی کے زیرِ اہتمام ۱۸۵۲ء میں چھپا۔ یہ چھ ترنگوں کا ترجمہ ہے اور اغلاط سے خالی نہیں۔

اردو ترجمہ ٹھاکر اچھر چند شاہ پوری نے ۱۹۱۳ء میں لاہور سے شائع کیا۔

رام تیج شاستری کا ہندی ترجمہ متن کے ساتھ بنارس سے ۱۹۶۰ء میں شائع ہوا ہے۔

کشمیر پر شاہمیری خاندان نے دو سو پچاس سال کے لگ بھگ حکومت کی۔ اس خاندان کا مشہور بادشاہ سلطان زین العابدین بڈشاہ ہوا ہے۔ وہ عالم و شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ سنسکرت، تبتی عربی اور فارسی زبان کا ماہر بھی تھا۔ اس کے قائم کیے ہوئے دارالترجمہ میں درجنوں کتابوں کا سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوا۔ بڈشاہ کی علم دوستی اور عالم پروری کے بارے میں مولف نزہۃ الخواطر کی یہ رائے بڑی وقیع ہے:

انہ کان یکرم ارباب الفضل والکمال حتی اجتمع لدیہ خلق کثیر من العلماء مسلمین و وثنیین فنقلوا کتبا کثیرۃ من العربیۃ والفارسیۃ الی الھندیۃ ومن الھندیۃ الی العربیۃ والفارسیۃ فی کثیر من الفنون۔

راج ترنگینی کا اولین فارسی ترجمہ شاہ بڈشاہ کے حکم سے ملا احمد کشمیری نے کیا تھا۔ یہ ترجمہ ضائع ہو گیا۔ حسن شاہ اس ترجمہ کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: اسمش معلوم وجسمش معدوم۔

ریاست کشمیر ۹۹۴ھ - ۱۵۸۶ء میں تیموریانِ ہند کی سلطنت کا جزو بنی اور اکبر اعظم ۹۹۷ھ - ۱۵۸۹ء میں کشمیر آیا اور یہاں اس نے چار مہینے تک قیام کیا۔ فیضی اپنے مشہور قصیدہ میں کشمیر میں اکبر کی آمد کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے:

نہصد و نود و ہفت ماہ رجب کہ یافت کوکب اقبال او چنیں تیسیر

اسی قیام کے دوران اکبر کو راج ترنگینی کا علم ہوا اور اس نے اس کے ترجمہ کا کام اس وقت کے ممتاز عالم ملّا شاہ محمد شاہ آبادی کو سونپا اور اس نے ایک سال کے اندر اسے مکمل کر لیا۔ چونکہ یہ ترجمہ نہایت عالمانہ اور دقیق تھا، لہٰذا اکبر کے حکم سے ملّا عبدالقادر بدایونی نے دوسرے سال یعنی ۹۹۹ھ میں اس پر نظر ثانی کی۔

راقم نے ملّا شاہ محمد کے فارسی ترجمہ کے تین قلمی نسخے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ، برٹش میوزیم لندن اور انڈیا آفس لائبریری لندن سے منگوائے اور باہم مقابلہ اور اصل سنسکرت متن سے موازنہ کر کے مستند متن تیار کیا ہے۔

جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا، سترھویں صدی کے نصف دوم سے بیسویں صدی کے آغاز تک ڈھائی سو سال کی مدت میں درجنوں علمائے تاریخ نے راج ترنگینی پہ کام کیا ہے۔ تراجم کی یہ کثرت اور محققین کی یہ فراوانی کتاب کی مقبولیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ پھر ہر دور میں اس کے مقبول ہونے کا ثبوت اس طرح بھی دیا جا سکتا ہے کہ راج ترنگینی کے سال تالیف سے ۲۸۰ سال بعد سلطان زین العابدین کے عہد (۸۲۷ - ۸۷۹ھ) میں ملّا احمد نے فارسی میں ترجمہ کیا۔ اس کے بعد ۹۹۷ھ میں ملّا شاہ محمد شاہ آبادی نے دوبارہ ترجمہ کیا۔ اور ملّا شاہ محمد کے ترجمہ کے بعد ۱۳۹۲ھ میں راقم نے اس ترجمہ کی تصحیح کی۔

کشمیر کے پدر تاریخ کلہن کی عظمت کے بارے میں میرے خیال کی ترجمانی عربی کا یہ شعر کر سکتا ہے:

هيهات ان يأتي الزمانُ بمثله

ان الزمان بمثله لبخيل!

مسلمانوں کے سیاسی افکار: از پروفیسر رشید احمد

مسلمان مفکروں نے سیاسی نظریہ سازی کی تاریخ میں بہت اہم ابواب کا اضافہ کیا ہے۔ اس کتاب میں مختلف زمانوں اور مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمان مفکروں اور مدبروں کے سیاسی نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب بی۔اے کے نصاب میں داخل ہے: قیمت: آٹھ روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور